تلخیصِ "قرآنِ کریم اور معیارِ ہدایت"

شرک کی حقیقت

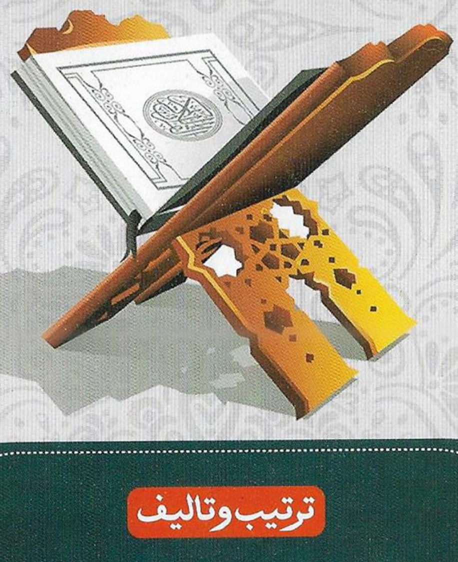

ترتیب وتالیف

حضرت علامہ مفتی محمد آصف عبداللہ قادری صاحب رضوی

ملنے کا پتہ

جامع مسجد بہارِ شریعت بہادرآباد

کتاب "قرآنِ کریم اور معیارِ ہدایت" کا خلاصہ

بنام

شرک کی حقیقت

ترتیب: علامہ مفتی محمد آصف عبداللہ قادری رضوی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	شرک کی حقیقت	
صفحات	32	
اشاعت اوّل	ربیع الاوّل/۱۴۲۹ھ/مارچ/۲۰۰۸ء	تعداد ۲۲۰۰
اشاعت دوم	۱۲ ربیع الاوّل/۱۴۲۹ھ/مارچ/۲۰۰۸ء	تعداد ۱۲۰۰۰
اشاعت سوم	۱۱ویں شب ربیع الثانی/۱۴۲۹ھ/اپریل/۲۰۰۸ء	تعداد ۱۲۰۰۰
اشاعت چہارم	۱۵ویں شب شعبان المعظّم/۱۴۲۹ھ/اگست/۲۰۰۹ء	تعداد ۵۰۰۰
اشاعت پنجم	یومِ غزوۂ احزاب ذوالقعدۃ ۱۴۳۰ھ/نومبر/۲۰۰۹ء	تعداد ۵۰۰۰
اشاعت ششم	یومِ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالحجۃ/۱۴۳۱ھ/نومبر/۲۰۱۰ء	تعداد ۵۰۰۰
اشاعت ہفتم	یومِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جمادی الثانی/۱۴۳۲ھ/مئی/۲۰۱۱ء	تعداد ۲۲۰۰
اشاعت ہشتم	یومِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جمادی الثانی/۱۴۳۵ھ/مئی/۲۰۱۴ء	تعداد ۱۵۰۰
اشاعت نہم	ربیع الاوّل/۱۴۴۰ ہجری/مارچ/۲۰۱۹ء	تعداد ۱۰۰۰
اشاعت نہم	جمادی الاخریٰ/۱۴۴۳ ہجری/جنوری/۲۰۲۲ء	تعداد ۱۰۰۰
ہدیہ		

زیرِ اہتمام:

نور القرآن انٹرنیشنل حمزیہ غوثیہ ٹرسٹ

ملنے کا پتہ:

جامع مسجد بہارِ شریعت، بہادر آباد، کراچی

Cell: 0332-2213022

www.noorequran.com

انتساب

امیرِ طیبہ، اسد اللہ واسد رسول اللہ.........

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام

جنہیں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد از وصال ان خطابات سے نوازا

یَا حَمْزَۃُ فَاعِلَ الْخَیْرَاتِ، یَا کَاشِفَ الْکُرُبَاتِ

المواہب اللدنیہ، ج1 ص212

اور

شہنشاہِ بغداد حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کے بارے میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بفضل اللہ انوار و تجلیات، فیوض و برکات اس طور پر منتقل ہو چکے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی قطبیت کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ اب ہمیشہ کے لیے ولایت کا تاج اسے عطا کیا جائے گا جو اس در سے فیض یاب ہو۔ (مکتوبات شریف)

اور

امیر المجاہدین قائدِ ملّتِ اسلامیہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت

علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام کہ جنہوں نے ایک بار پھر امت میں

تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و وفا میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ بیدار کیا۔

پہلے اسے پڑھیئے

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جس نے ہمیں ایمان کی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی پروردگار عزوجل کا ہم جس قدر شکر ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں ہمیشہ کیلئے جہنم سے آزادی کا راستہ ایمان کے ذریعے عطا فرمایا اور قرآن کے ذریعے ایمان کی جان رسولِ ذی شان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سکھایا۔

پیارے بھائیو! ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان کی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ مسلمان ایمان سے محروم ہوجائیں ،شیطان مختلف طریقوں سے ہمیں ایمان پر استقامت سے روکنے کی کوشش کرتا ہے کبھی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو شرک کہتا ہے، کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد منانے کو شرک کہتا ہے، کبھی اولیاء اللہ کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے ملاتا ہے، کبھی لوگوں کو حق سمجھنے سے روکتا ہے، کبھی تنگ نظری کے جال میں مبتلا کردیتا ہے الغرض شیطان کسی نہ کسی طرح ہمیں اسلامی اصول و قواعد سمجھنے سے روکتا ہے۔

اس کتاب میں قرآن و سنت اور بزرگانِ دین کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ شرک کیا ہے؟ مسلمانوں کو مشرک کہنا کیسا ہے؟ اللہ عزوجل کے محبوب بندوں کا مقام کس قدر بلند ہے؟ اور جہاں تک بات شرک کی ہے تو آپ اپنی آنکھوں کو نور والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نورانی فرمان سے منور کریں گے جس کا مفہوم ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم مجھے اس بات کا خوف نہیں ہے کہ تم مشرک ہوجاؤ گے۔ سبحان اللہ عزوجل !

ان شاء اللہ عزوجل اس تحریر کے مطالعے سے حق کے راستے کی وضاحت ہوگی، تنگ نظری کا خاتمہ ہوگا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کی پہچان ہوگی، صالحینِ امت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کا موقع ملے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العالمین محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس تحریر کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں ہمارے ایمان پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے ہیں جس نے اپنے محبوب کریم رؤوف ورحیم ﷺ کو وہ عظیم الشان کلام عطا فرمایا جو ہمیشہ لوگوں کی راہنمائی فرماتا رہے گا۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید حبیبِ کبریا ﷺ کا وہ عظیم الشان معجزہ ہے جو علم وعرفان کا آفتاب جہاں تاب ہے اسی کلام کی تاثیر نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قلبِ انور پر وہ اثر کیا کہ انہوں نے ہمیشہ کیلئے حضور ﷺ کی غلامی اختیار کرلی یہی وہ بلند رُتبہ عالی مرتبہ کلام ہے جس نے جُبَیْر بِن مُطْعِم رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ کیلئے آقائے دوجہاں ﷺ کے قدموں سے وابستہ کردیا۔

رحمٰن ورحیم پروردگار عزوجل نے اپنے بندوں کی راہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح و کامرانی کیلئے محبوبِ کریم ﷺ کے قلبِ انور پر وہ ذی شان کلام نازل فرمایا جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور یکجا ہیں فاران کی وادیوں سے قرآن کا وہ چشمۂ فیض پھوٹا کہ اس سے علوم وفنون کے دریا بہہ نکلے اور نہ جانے کیسے کیسے بے نام ونشان لوگ قرآنِ کریم کے فیض سے پیشوا اور امام بن کر ابھرے جب لبوں پر ان مقدس ہستیوں کا نام مبارک آتا ہے تو بلا اختیار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ زبان سے نکل جاتا ہے الغرض جن لوگوں کے دلوں میں اللہ عزوجل کے فضل وکرم اور نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے قرآنِ کریم کی تاثیر کا تیر پیوست ہوگیا یقیناً وہ کامیاب ہوگئے۔ رفعتوں اور بلندیوں کو پاگئے دُنیا میں آنے کا مقصد پورا کرگئے اور منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔

عظمتِ قرآن

قرآنِ کریم وہ پیاری کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن واضح دلیل اور نور ہے، قرآن شفاء ہے، قرآن سارے جہاں والوں کیلئے نصیحت ہے۔ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، قرآن مفصّل کتاب ہے، قرآن مبارک ہے، قرآن کریم ہے، قرآن میں ہر خشک وتر چیز کا بیان ہے، قرآنِ پاک نے ہمیشہ غور وفکر کی دعوت پیش کی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لانے کی ترغیب دلائی لیکن ہر پڑھنے والا اور قرآنِ پاک میں سطحی نظر کرنے والا یہ نہ سمجھے کہ کلامِ پاک کی تلاوت کرنے والے تمام ہی افراد مقصد کو پالیں گے، نہیں!! قطعاً ایسا نہیں۔ خود قرآنِ کریم نے اس کی وضاحت کی چنانچہ ارشاد ہوا:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (سورۃ البقرۃ آیت 26)

ترجمہ: اللہ بہت سے لوگوں کو اسکے ذریعے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ بہت سے لوگ قرآن پڑھ کر گمراہ کیوں ہوتے ہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ علمائے کرام نے یہ بیان کی کہ وہ قرآن مجید کو پڑھتے تو ہیں لیکن اُن کا دل قرآن کے نور سے منوّر نہیں ہوتا کیونکہ وہ قرآن کی آیتوں کا معنی ومفہوم غلط سمجھ لیتے ہیں، غلط ترجمہ اور غلط مفہوم کی وجہ سے وہ گمراہ ہوجاتے ہیں۔

نورِ قرآن سے محروم لوگ

ایسا ہی ایک گروہ گزرا جس نے قرآنِ کریم کی ایک آیت پر نظر کرتے ہوئے دوسری آیت کا انکار کردیا اس گروہ کے تفصیلی حالات بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور دیگر احادیث

کی کتابوں میں موجود ہیں۔ علامہ امام عبدالرحمن بن جوزی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ جن کا سن وصال 597ھ ہے۔ آج سے تقریبًا آٹھ سو سال قبل آپ نے مشہور و معروف کتاب "تلبیسِ ابلیس" لکھی۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اس کتاب میں آپ خارجیوں کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خارجی وہ لوگ تھے جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زمانے میں ظاہر ہوئے یہ کلمہ بھی پڑھتے تھے، نمازیں بھی پڑھتے تھے، قرآن کی تلاوت بھی کرتے تھے اور اس کثرت سے اللہ عزوجل کی عبادت بھی کرتے تھے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس گروہ کو دیکھا تو فرمایا:

لَمْ اَرَ قَطُّ اَشَدَّ مِنْهُمْ اِجْتِهَادًا جِبَاهُهُمْ قُرْحَةٌ مِّنَ السُّجُوْدِ

ترجمہ: میں نے ان سے بڑھ کر عبادت میں کوشش کرنے والی کوئی قوم نہیں دیکھی سجدوں کی کثرت سے ان کی پیشانیوں پر زخم پڑ گئے تھے۔

لیکن قرآنِ مجید فرقانِ حمید کو غلط سمجھنے کی وجہ سے یہ ایسے گمراہ ہوئے کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر شرک کا فتویٰ لگا دیا اور کہنے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام سے خارج ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور وہ جس آیت کو بنیاد بناتے تھے وہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی یہ آیت ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

ترجمہ: فیصلہ کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اس واقعے کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے کسی کو فیصلہ کرنے والا مقرر کیا تو خارجی کہنے لگے کہ فیصلہ کرنے والا تو صرف

اللہ عزوجل ہے حالانکہ اس آیت کا مطلب یہ نہیں جو خارجیوں نے سمجھا بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی حَکَم (فیصلہ کرنے والا) صرف اللہ تعالیٰ ہے اور جو شخص انسانوں میں سے فیصلہ کرے تو اسے چاہیئے کہ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلہ کرے۔ لیکن خارجی یہ بات نہ سمجھ سکے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کی طرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھانے کے لیے بھیجا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا محبت والا مناظرانہ انداز

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خارجیوں کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ تم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر شرک کا الزام لگاتے ہو، انہیں مشرک کہتے ہو تو خارجی جو اللہ تعالیٰ کی کثرت سے عبادت کرنے والے بھی تھے، بظاہر کلمہ پڑھنے والے بھی تھے لیکن قرآن کو غلط سمجھنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے کہنے لگے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فیصلہ کرنے والا وہی ہے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کرنے والا کیسے مقرر کر دیا؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں قرآن سے ثابت کر دوں کہ انسانوں میں سے فیصلہ کرنے والا مقرر کیا جا سکتا ہے تو کیا تم اپنی بات سے رجوع کر لو گے؟ تو وہ کہنے لگے ہاں! ہم رجوع کر لیں گے تو آپ رضی اللہ عنہما نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 35 تلاوت فرمائی:

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا

ترجمہ: اور جب میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جائے اور تم ان میں صلح چاہو تو ان کے تنازعے کو حل کرنے کیلئے ایک حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والا) شوہر کی طرف سے مقرر کرو اور دوسرا حَکَم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بیوی کی طرف سے مقرر کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اے خارجیو! ذرا سوچو کہ رب العالمین دو حَکَم کے تقرر کا ارشاد فرما رہا ہے تو اگر اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو فیصلہ کرنے والا مقرر کرنا شرک ہوتا تو قرآن کبھی بھی اس کی دعوت نہ دیتا اور اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ سے مراد یہی ہے کہ حقیقی فیصلہ کرنے والا تو اللہ عزوجل ہی ہے کتنا پیارا انداز تھا مگر افسوس! خارجیوں کی اکثریت اپنی ضد پر قائم رہی۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ (سورۃ ھود، آیت 88)

ترجمہ: توفیق تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

قرآن کے مفہوم کو غلط سمجھنے کا وبال

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ اگر قرآنِ پاک کی کسی آیت کا غلط مفہوم سمجھ لیا جائے تو بسا اوقات انسان کتنی غلط راہ پر چلتا چلا جاتا ہے کہ وہ قوم عبادت بھی کر رہی ہے مگر حضرت علی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرک سمجھ کر خود دائرۂ اسلام سے خارج ہو رہی ہے اور ان کی عبادتیں ضائع ہو رہی ہیں۔

قرآنِ پاک کی آیات میں ٹکراؤ نہیں ہے

قرآن مجید فرقان حمید میں کئی مثالیں ہیں کہ بظاہر ایک آیت کا مطلب غلط سمجھ لیا جائے تو وہ دوسری آیت سے ٹکراتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی آیتیں آپس میں ٹکراتی نہیں ہیں بلکہ مفہوم کو غلط سمجھنے کی وجہ سے انسان غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے۔

مثال:1

فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ (سورۃ التوبۃ، آیت 129)

ترجمہ: تو فرما دیجئے میرے لئے اللہ کافی ہے۔

اب اگر کوئی اس آیت کا یہ مطلب لے کہ اللہ عزوجل کافی ہے اللہ عزوجل کے سوا دوسرے کو کافی کہنا شرک ہے تو قرآنِ مجید فرقانِ حمید پر اعتراض واقع ہوتا ہے کیونکہ دوسرے مقام پر فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اللہ بھی کافی ہے اور آپ کی پیروی کرنے والے نیک صالح مومنین بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کافی ہیں۔ (سورۃ الانفال، آیت 64)

ایک طرف فرمایا گیا فرما دیجئے میرے لئے اللہ عزوجل کافی ہے اور دوسری طرف فرمایا گیا کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو اللہ عزوجل بھی کافی ہے اور آپ کی پیروی کرنے والے نیک صالح مومنین بھی آپ کو کافی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب اللہ کافی ہے تو کسی اور کی کیا حاجت اور کیا ضرورت؟ اس کا جواب مفسّرین نے بڑا پیارا دیا فرمایا جہاں یہ کہا جائے کہ اللہ کافی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ حقیقی طور پر سب کچھ دینے والا اللہ ہی ہے اور جہاں یہ کہا جائے کہ نیک مومنین کافی ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کی عطا سے کافی ہیں۔

مثال:2

پیارے بھائیو! بسا اوقات یہ جملہ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا

یقین کرو اور جو اللہ کے علاوہ ہے، غیر اللہ ہے اس سے کچھ نہ ہونے کا یقین رکھو یقیناً بلا شک و شبہ تمام کام بنانے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اس کی مرضی کے بغیر پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا لیکن اس گفتگو سے اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ دو جہاں کے آقا ﷺ بے اختیار ہیں اور یہ تصور دینے کی کوشش ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ﷺ نہ کچھ دے سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں اگر یہ نظریہ ہو تو معاذاللہ ثم معاذاللہ قرآن کی کئی آیتوں اور احادیثِ طیّبہ کا انکار ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کی شانِ محبوبیت

بخاری و مسلم اور دیگر احادیث کی کتب میں تفصیلاً موجود ہے کہ میدانِ محشر میں لوگ نجات کیلئے انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس جائیں گے انبیائے کرام علیہم السلام فرمائیں گے کسی اور کے پاس جاؤ اور پھر جب لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں گے تو حضور ﷺ اہلِ محشر کی اس مشکل میں مدد فرمائیں گے اور فرمائیں گے اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا میں ہی تمہاری شفاعت کروں گا تو اگر یہ عقیدہ رکھ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے نبی کریم ﷺ کچھ نہیں کر سکتے تو یہ مذکورہ بالا حدیث کا انکار ہے، یہ خارجی قوم جس غلط فہمی کا شکار ہوئی وہ غلط فہمی یہ تھی کہ انہوں نے یہ تصور کیا کہ حضرت علی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مشرک ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے شرک کو سمجھا ہی نہیں تو آئیے! پہلے ہم یہ سمجھ لیں کہ شرک کسے کہتے ہیں:

شرک کی تین قسمیں ہیں:

1۔ شرک فی العبادات 2۔ شرک فی الذات 3۔ شرک فی الصفات

شرک فی العبادت

شرک فی العبادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھا جائے جیسے مشرکینِ مکہ کہ انہوں نے خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔

شرک فی الذات

شرک فی الذات یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ جیسا تسلیم کرے جیسے مجوسی کہ وہ دو خداؤں کو مانتے ہیں۔

شرک فی الصفات

شرک فی الصفات یہ ہے کہ کسی ذات و شخصیت میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات مانی جائیں۔

الحمدللہ عزوجل! مسلمان ہر قسم کے شرک سے محفوظ ہے نہ تو شرک فی العبادت میں مبتلا ہے، نہ ہی وہ شرک فی الذات میں مبتلا ہے اور نہ ہی وہ شرک فی الصفات میں مبتلا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ ہی کسی کی عبادت کرتا ہے نہ ہی اس کے جیسا کسی کو مانتا ہے اور نہ ہی اسکی صفات جیسی صفات کسی میں تسلیم کرتا ہے واضح رہے کہ شرک کی تیسری قسم شرک فی الصفات کا بغور سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ شرک فی الصفات کی تعریف یہ بیان ہوئی کہ جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ایسی ہی صفات کسی اور میں تصوّر کرنا شرک فی الصفات ہے اس کی مکمل تفصیل سے پہلے شرک کی مذمت کا مطالعہ کیجئے:

شرک کی مذمت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ (سورۃ لقمان، آیت 13)

ترجمہ: بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰۤى اِثۡمًا عَظِيۡمًا (سورۃ النساء، آیت 48)

ترجمہ: بیشک اللہ عزّوجلّ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرمادیتا ہے اور جس نے اللہ عزّوجلّ کا شریک ٹھہرایا تو بیشک اس نے بہت بڑے گناہ کا بہتان باندھا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيۡدًا (سورۃ النساء، آیت 116)

ترجمہ: اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا پس بے شک وہ دور کی گمراہی میں گمراہ ہوا۔

تنگ نظری (الزامِ شرک) کا وبال

بلاشبہ مشرک ظلمِ عظیم کا مرتکب، صریح گمراہ، بدبخت، نامراد، کافر اور یقیناً اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ اگر مشرک نے توبہ نہ کی اور خاتمہ شرک پر ہوا تو مغفرت اور بخشش سے محروم اور ہمیشہ جہنم میں سڑنے والا ہے۔ مشرک کی مذمت بالکل حق ہے لیکن کسی مسلمان کو مشرک کہنا اس پر شرک کا ناحق الزام لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ جو کسی مسلمان

پر ناحق شرک کا الزام لگائے خود دائرہ اسلام سے باہر ہوجائے گا۔ کیونکہ مسلمان پر شرک کا الزام لگانا اُسے کافر کہنا ہے۔ تفسیر ابنِ کثیر میں حدیثِ پاک ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایک شخص قرآن پڑھتا ہوگا قرآن کا نور اس کے چہرے پر ہوگا اسلام پر عمل کرنے والا ہوگا مگر وہ قرآن کے نور سے محروم ہوجائے گا اور اسلام سے بھی دور ہوجائے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا کیوں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ اپنے پڑوسی مسلمان پر شرک کا الزام لگائے گا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی مشرک کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ الزام لگانے والا خود دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا"۔

کیونکہ مسلمان شرک سے بری ہے اس پر شرک کا الزام لگانا گویا کہ اپنے آپ کو اسلام سے دور کرنا ہے۔ شرک فی الذات اور شرک فی العبادت کا سمجھنا تو آسان ہے لیکن شرک فی الصفات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کئی لوگ گمراہ ہوجاتے ہیں، ایسا کیوں ہوتا ہے اسکی بنیادی وجہ کو ابتدائی سطور میں بیان کیا گیا کہ قرآنِ مجید کے معانی و مطالب کو غلط طریقے پر سمجھنے کی وجہ سے خارجیوں نے حضرت علی و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرک کہا پاک نفوس پر شرک جیسا بہتانِ عظیم باندھا اور اس کے نتیجے میں خود دائرۂ اسلام سے خارج ہوگئے۔ آئیے! شرک فی الصفات کو قرآن پاک کے اصولوں کے مطابق سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ نورِ قرآن کی برکت سے شیطانِ لعین کے وار سے محفوظ رہ سکیں۔ کیونکہ شیطانِ لعین کی یہ پوری کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان کسی بھی طرح قرآن کے صحیح اصولوں کو نہ سمجھ سکے۔ شیطان مسلمان کے دل و دماغ میں یہ راسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی صفات

کے لیے استعمال ہوئے وہ بندوں کے لیے استعمال کرنا شرک ہے۔ حالانکہ قرآنِ پاک میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبین کے درمیان لفظاً برابری پائی جاتی ہے لیکن شرک لازم نہیں آتا شیطان مردود سے اللہ عزّوجلّ کی پناہ طلب کرتے ہوئے اللہ عزّوجلّ کے فضل وکرم اور اسکے محبوب ﷺ کے صدقے سے چند قرآنی مثالوں کے ذریعے شیطان کے اس مکروفریب کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مثال:1

قرآن میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ البقرۃ، آیت 143)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤوف ورحیم ہے۔

غور کیجیے (اللہ عزوجل رؤوف بھی ہے اور رحیم بھی ہے) اور قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں دوسرے مقام پر فرمایا گیا:

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ التوبۃ، آیت 128)

ترجمہ: بیشک تمھارے پاس تم ہی میں سے وہ رسول تشریف لائے جن پر تمھارا مشقت میں پڑنا گراں (بھاری) ہے، تمھاری بھلائی کو بہت چاہنے والے ہیں مومنوں پر رؤوف اور رحیم ہیں۔

ایک طرف فرمایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رؤوف ورحیم ہے دوسری طرف فرمایا جارہا ہے کہ رسول کریم ﷺ بھی رؤوف ورحیم ہیں تو ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابھی تو

آپ نے کہا کہ شرک فی الصفات نام ہے صفات میں برابری کا تو یہ صفات تو ایک جیسی ہوگئیں اور دونوں قرآن کی آیتیں ہیں اور قرآن تو شرک سے دور کرتا ہے، دِلوں کو شرک سے پاک کرتا ہے۔ یہاں مفسرین نے بہت ہی پیاری بات ارشاد فرمائی کہ رؤوف ورحیم اللہ تعالیٰ بھی ہے اور حضور ﷺ بھی ہیں لیکن برابری نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا رؤوف ورحیم ہونا ذاتی ہے جبکہ حضور ﷺ کا رؤوف ورحیم ہونا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سے رؤوف ورحیم ہے اور حضور ﷺ رؤوف ورحیم ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مقام اور مرتبہ دیا، جب یہ فرق ہوگیا تو برابری نہ رہی جب برابری نہ رہی تو شرک لازم نہ آیا۔

مثال:2

فرمانِ الٰہی عزّوجلّ ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ (سورۃ النمل، آیت 65)

ترجمہ: تم فرمادو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ عزّوجلّ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

اور قرآنِ پاک ہی میں ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (سورۃ الجن، آیت 27،26)

دونوں آیتیں قرآن کی ہیں ان دونوں آیتوں کا مطلب مفسرین نے یہ فرمایا کہ حقیقی طور پر غیب کا جاننے والا صرف اور صرف اللہ عزوجل ہے، اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر کوئی کچھ نہیں جانتا اور جب اللہ تعالیٰ عطا فرمائے تو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کی عطا سے علمِ غیب رکھتے ہیں، اللہ عزوجل غیب کے علم کا مالک ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی غیب کا علم رکھتے ہیں لیکن برابری نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اللہ عزوجل کی عطا سے ہے، علمِ الٰہی لامحدود ہے، غیر متناہی ہے، علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محدود و متناہی ہے، جتنا اللہ عزوجل نے دیا اتنا ہے، اللہ عزوجل کا علم ہمیشہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم جب سے اللہ عزوجل نے دیا تب سے ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ عزوجل کے علم کے برابر نہیں، جب فرق ہو گیا تو برابری نہ ہوئی۔

قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے اس کی ایک اور مثال پیش کی جاتی ہے:

مثال:3

فرمانِ الٰہی عزوجل ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورۃ محمد، آیت 11)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا مدد گار ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ (سورۃ التحریم، آیت 4)

ترجمہ: تو بیشک اللہ خود ان کا مدد گار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے (مدد گار ہیں)

سوال یہ ہے کہ ایک آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد گار ہے، مولیٰ ہے دوسری آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ بھی مدد گار ہے جبریل بھی مدد گار ہیں اور صالح مومنین بھی مدد گار ہیں دونوں آیتیں قرآن کی ہیں لہذا کوئی ٹکراؤ تو ہو ہی نہیں سکتا در حقیقت معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے، مدد گار ہے حقیقی طور پر، ذاتی طور پر اور جبریل اور صالح مومنین مدد گار ہیں اللہ عزوجل کی عطا سے لہذا برابری نہ رہی۔ اسی طرح سورۂ مائدہ میں فرمایا:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا (سورۃ المائدۃ، آیت 55)

ترجمہ: اللہ (عزوجل) اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ایمان والے تمھارے مدد گار ہیں۔

اللہ عزوجل بھی مدد گار ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مدد گار ہیں نیک صالح مومنین بھی مدد گار ہیں وہی بات ہے کہ اللہ عزوجل ذاتی مدد گار ہے حقیقی مدد گار ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور نیک مومنین کی مدد باذن اللہ ہے اللہ عزوجل کی عطا سے ہے اللہ عزوجل کی عنایت سے ہے اور اللہ عزوجل کے کرم سے ہے، حقیقی مدد گار تو صرف اللہ عزوجل ہی ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیک مومنین اللہ عزوجل کی مدد کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

سوال: جب یہ کہہ دیا گیا کہ ((اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ)) اللہ تمھارا مدد گار ہے اور اسی طرح پہلی آیت میں فرمایا ((فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ)) کہ اللہ خود ان کا مدد گار ہے، تو جب اللہ کے مدد گار ہونے کا ذکر کر دیا گیا تو پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد، جبریل کی مدد اور مومنین کی مدد کا ذکر کیوں کیا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد کافی نہیں ہے؟

جواب: ہرگز یہ بات نہیں اصل بات یہ ہے کہ قرآن یہ عقیدہ بیان کررہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد فرمائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو مقام، مرتبہ اور بلندی عطا فرماتا ہے۔ ان سے وابستہ رہیں گے اور ان کی بارگاہ میں حاضر ہونگے تو اللہ عزوجل کرم فرمائے گا اور ان کی دعاؤں کے صدقے ہمارا بیڑا پار فرمادے گا۔

مثال:4

فرمانِ الٰہی عزوجل ہے:

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ

(سورۃ الشوریٰ، آیت 49)

ترجمہ: اللہ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔

قرآنِ پاک میں دوسرے مقام کو دیکھیے کہ جب جبریل امین علیہ السلام حضرتِ مریم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ اس واقعے کا قرآن میں اس طرح ذکر ہے:

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (سورۃ مریم، آیت 19)

ترجمہ: کہا (جبریل نے): میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔

ایک طرف کہا گیا کہ بیٹا اور بیٹی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے دوسری طرف جبریل امین کہہ رہے ہیں کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ میں تمہیں نیک صالح بیٹا عطا کروں حقیقی طور پر عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جبریل امین جو عطا کررہے ہیں وہ اللہ کی عطا اور اس کی مرضی سے کررہے ہیں۔

مثال:5

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (سورۃ الزمر، آیت 42)

ترجمہ: اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے۔

اور قرآن ہی میں ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (سورۃ السجدۃ، آیت 11)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے: تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایک طرف قرآن بیان کررہا ہے کہ موت حضرتِ عزرائیل علیہ السلام دیں گے اور دوسری طرف قرآن ہی بیان کررہا ہے کہ موت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے درحقیقت دونوں آیتوں میں ٹکراؤ نہیں، سمجھنا یہ ہے کہ حقیقی طور پر موت دینے والا اللہ ہی ہے اور حضرت ملک الموت علیہ السلام اللہ کی عطا سے یہ کام کرتے ہیں۔ مزید آگے آنے والی قرآن کی آیت سے باذن اللہ کا مفہوم سمجھ میں آجائے گا۔ بتائیے بیماروں کو شفاء دینے والا کون ہے؟ یقیناً اللہ عزوجل۔۔ مُردوں کو زندہ کون کرتا ہے؟ یقیناً اللہ عزوجل۔۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلان فرمارہے ہیں:

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

(سورۃ آل عمران، آیت 49)

ترجمہ: اور میں پیدائشی اندھوں کو اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

آپ نے خود یہ الفاظ بیان کئے (باذن اللہ) یعنی کرتا میں ہوں لیکن اللہ کی عطا سے اُسی کے اذن سے تو جب عطائی اور ذاتی کا فرق ہو گیا تو برابری نہ ہوئی اور جب برابری نہ ہوئی تو شرک نہ ہوا۔

((مزید تفصیل کیلئے "قرآنِ کریم اور معیارِ ہدایت" کتاب کا مطالعہ فرمائیے))

شیطان کی خود ساختہ توحید

شیطان لعین بھولے بھالے مسلمانوں کے دل میں اپنا خطرناک ترین وسوسہ پیدا کرتا ہے جس سے کئی مسلمانوں کو ایمان سے محروم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ شیطان مردود کہتا ہے کہ اگر کسی زندہ کو قریب سے مدد کیلئے پکارا جائے یا اُن اسباب کے تحت مدد مانگی جائے جو عادتاً انسان کے بس میں ہوں تو مدد مانگنے میں کوئی حرج نہیں شرک تو جب ہو گا کہ کوئی دور سے وصال شدہ کو مدد کیلئے پکارے یا اُن اسباب کے تحت مدد مانگے جو عادتاً انسان کے بس میں نہ ہوں، جنہیں مَا فَوْقُ الْاَسْبَاب کہا جاتا ہے۔

پیارے بھائیو! یہ ہمیشہ یاد رکھیئے کہ شیطانِ لعین ہمارا ازلی دُشمن ہے یہ اپنے نت نئے ہتھکنڈوں کے ذریعے ہمیشہ مسلمانوں میں تفرقہ و بگاڑ پیدا کرنے کی کوششیں کرتا رہا ہے یہ بھی اُس کا جدید وار ہے اور اُس کی خود ساختہ توحید ہے کہ قریب سے زندہ کو ماتحت الاسباب (یعنی وہ اسباب جو عادتاً انسان کے بس اور اختیار میں ہوتے ہیں) مدد کیلئے پکارنا توحید ہے اور دور سے وصال شدہ کو پکارنا یا مافوق الاسباب (یعنی وہ اسباب جو عادتاً انسان کے بس میں نہ ہوں) کسی سے کوئی کام کہنا یا مدد مانگنا شرک ہے۔

سیدھے سادھے اور بھولے بھالے مسلمان بھائیوں 1400 سال سے لیکر آج تک کسی محقق و مُدبِّر نے توحید کا یہ معنی بیان نہیں کیا کہ اگر کسی کو دور سے مدد کیلئے پکاریں تو شرک اور قریب سے پکاریں تو عین اسلام، زندہ کو پکاریں تو عینِ توحید اور وصال شدہ کو پکاریں تو اسلام سے خارج اور تباہی و بربادی مقدر بن جائے۔

یاد رکھیئے

شرک کا تعلق زندہ، وفات شدہ، قریب اور دور سے نہیں۔ کیونکہ اگر دور سے پکارنا ہی شرک ہو تو کیا کسی بُت کو قریب سے پکارنا شرک نہیں ہو گا؟ اسی طرح جو فرعون کو اِلٰہ سمجھ کر اسے پکارتے تھے وہ بھی مشرک ہی تھے اگرچہ فرعون زندہ اور قریب تھا اور وہ فرعون کو ماتحت الاسباب ہی پکارتے تھے۔ شرک کا تعلق عقیدے سے ہے۔ اللہ عزّوجلّ کے سوا جس کو پکار رہا ہے اس کو اِلٰہ، معبود اور خدا سمجھتا ہے تو شرک ہے خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے، ماتحت الاسباب ہو یا مافوق الاسباب، وہ زندہ ہو یا وفات شدہ۔ قرآن پاک میں ہے:

لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (سورۃ القصص، آیت 88)

ترجمہ: اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کی عبادت نہ کرو۔

ہدایت سے محروم لوگ

بلاشبہ وہی لوگ ہدایت سے محروم ہیں جو تنگ نظر ہوتے ہیں حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں اور رائے کے غلط ہونے کے باوجود اپنی رائے کو دُرست سمجھتے ہیں ایسا ہی ایک گروہ جو حقیقت سمجھنے سے ناآشنا رہا اور اس نے حضور ﷺ کو مَعَاذَ اللّٰه ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰه

مشرک کہا۔۔ اَلْاَمَان اَلْاَمَان۔ مفسّر شہیر حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (سن وصال 606ھ) عالم اسلام کی مشہور ترین تفسیر "تفسیر کبیر" میں نقل فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ: ''مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ'' فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: لَقَدْ قَارَبَ ھٰذَا الرَّجُلُ الشِّرْکَ وَھُوَ اَنْ یَّنْھٰی اَنْ نَّعْبُدَ غَیْرَ اللّٰہِ وَیُرِیْدُ اَنْ نَّتَّخِذَہٗ رَبًّا کَمَا اتَّخَذَتِ النَّصٰرٰی عِیْسٰی فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ

(تفسیر کبیر، جلد4، صفحہ150، مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ عزوجل سے محبت کی اور جس نے میری فرمانبرداری کی اس نے اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کی تو منافق بولے یہ مرد (یعنی حضور ﷺ کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ) یہ نبی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) شرک کے قریب ہوگئے ہیں ہمیں تو منع کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی پوجا مت کرو اور چاہتے یہ ہیں کہ ہم انہیں خدا مان لیں جیسا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تصور کر لیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ؕ (سورۃ النساء، آیت80)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

یہاں پر ایک چیز توجہ کے لائق ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری محبت اللہ کی محبت ہے میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے تو منافقین نے حضور ﷺ پر شرک کا الزام اس طرح سے لگایا کہ وہ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) یہ کہنے لگے کہ حضور ﷺ نے اپنی

ذات کو اللہ سے ملا دیا۔۔ اللہ، اللہ ہے اور یہ اللہ عزوجل کے بندے ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کی محبت اللہ کی محبت بن جائے ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت بن جائے۔

قرآن نے ان کا رد کیا اور فرمایا جو حضور ﷺ کی اطاعت کرتا ہے جو حضور ﷺ سے محبت کرتا ہے وہ در حقیقت اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہے حضور ﷺ کی اطاعت در حقیقت اللہ عزوجل کی اطاعت ہے جیسے کہ ابھی قرآن پاک کی آیت گزری۔

یہی تفسیر اور یہی واقعہ عظیم الشان تفسیر "تفسیر خازن" پہلی جلد صفحہ نمبر 405 پر موجود ہے اس کے علاوہ دیگر مفسرین نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا۔

اللہ عزوجل کے محبوبوں کا مقام

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کو جو مقام اور مرتبے کی بلندی دیتا ہے اور انہیں جو طاقت اور قدرت دیتا ہے اس کو تسلیم کرنا در حقیقت اللہ کی قدرت کو تسلیم کرنا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے۔

وہ جسے جو مقام و مرتبہ دینا چاہے دے سکتا ہے اللہ عزوجل کی قدرت کو محدود نہ سمجھا جائے رب العالمین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کیسی قدرت عطا فرمائی کہ جنّات آپ کے تابع، ہوائیں آپ کے تابع، پرندوں کی بولیاں آپ سُنتے، سمندر میں موجود مچھلیوں سے آپ گفتگو فرماتے، آپ کو پوری دُنیا کی حکومت دی گئی، آپ ہواؤں میں اُڑتے۔۔ یہ مقام و مرتبہ کس نے دیا؟ اللہ عزوجل نے۔ تو اللہ عزوجل اپنے نیک بندوں کو جو بھی مقام و مرتبہ دے

بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ کی قدرت پر یقین رکھے اور وہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ.

(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب التواضع)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے ولی سے دُشمنی رکھے گا اس کیلئے میرا اعلانِ جنگ ہے۔ (محبوب بندے سے دُشمنی کے کیا معنی ہیں؟ محبوب بندے کے مقام و مرتبے کو گھٹانے کی کوشش کرنا اللہ عزوجل نے انہیں جو مقام دیا اس مقام کو تسلیم نہ کرنا ان کی عزت، تعظیم و توقیر مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی کوشش کرنا یہ دُشمنی ہے۔ اس کے تحت محدثین نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو مرتے وقت ایمان سے محروم فرمادیتا ہے اور رب العالمین نے فرمایا!) میرا بندہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ فرائض کے ذریعے میری بارگاہ میں قرب حاصل کرتا ہے پھر میرا بندہ فرائض کے بعد نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا

محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اسکے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر میرا یہ مقبول بندہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور بالضرور عطا کرتا ہوں اور میری پناہ چاہے تو میں ضرور بالضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

تشریح حدیث

مفسرِ کبیر علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جن کا سنِ وصال 606ھ ہے، تفسیرِ کبیر جلد 7 صفحہ 436، سورۃ الکہف، آیت اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ کے تحت اس حدیث قدسی کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَکَذَالِكَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَی الْمَقَامِ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰهُ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَّهٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّهٗ رَاَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ یَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِیْدِ وَالْقَرِیْبِ

(تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 436، سورۂ کہف، آیت اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ ......، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

جب اللہ عزوجل کا نیک بندہ مسلسل عبادتیں کرتا رہتا ہے اور اللہ کا مقبول بن جاتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جب اللہ عزوجل کے جلال کا نور اسکے کان بن جاتا ہے وہ محبوب بندہ قریب کی باتیں بھی سنتا ہے اور دور کی باتیں بھی سن لیتا ہے اور جب اللہ عزوجل کے جلال کا

نور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے وہ قریب بھی دیکھ لیتا ہے اور دور کو بھی دیکھ لیتا ہے اور جب اللہ عزوجل کے جلال کا نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ طاقت دیتا ہے کہ قریب و دور، مشکل و آسان تمام کاموں پر قدرت رکھتا ہے (اور اس سے وہ وہ کرامتیں صادر ہوتی ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں)۔

محترم پیارے بھائیو! اللہ عزوجل کے نیک بندے جو طاقت رکھتے ہیں۔ حدیث قدسی اور تفسیر کبیر کے حوالے سے اس کو آپ نے اچھی طرح سمجھ لیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی کی شان

قرآن مجید فرقانِ حمید میں بھی اللہ عزوجل کے نیک بندوں کی طاقت کا ذکر ہے ملکہ بلقیس مُلک سبا کی ملکہ اس کا وہ تخت جو 80 گز لمبا 40 گز چوڑا سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے سجا ہوا دو مہینے کی مسافت پر تھا یعنی دو مہینے تک گھوڑا دوڑتا رہے تب جا کر اس فاصلے کو طے کرے، سخت پہرے میں سات کمروں میں بند تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا ملکہ بلقیس میرے پاس آرہی ہے اس کے آنے سے پہلے

اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا (سورۃ النمل، آیت 38)

ترجمہ: تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے آئے۔

قرآن مجید فرقانِ حمید بیان فرماتا ہے کہ ایک طاقتور جن نے کہا میں لے کر آؤں گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کب لے کر آؤ گے؟ کہنے لگا، آپ کا دربار برخاست ہونے سے پہلے یعنی شام ہونے سے پہلے لے آؤنگا۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے بھی پہلے چاہیے۔

قرآن نے اس واقعہ کو مزید بیان فرمایا اور آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا جو ولی کامل تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُمتی تھے:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ (سورۃ النمل، آیت 40)

آپ علیہ السلام نے فرمایا: لے آؤ، حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی تخت سامنے پیش کر دیا۔ تو اب دیکھئے حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ فوراً تخت لے آئے اللہ عزوجل نے آپ کو یہ طاقت دی کہ آپ کی روحانی قوتوں سے یہ کام جو مشکل تھا آپ کیلئے آسان ہوگیا۔ ذرا سوچیئے! حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت میں جو ولی ہے اس کی طاقت کا یہ عالم ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی طاقتوں کا کیا عالم ہوگا پھر خود انبیاء علیہم السلام کی طاقتیں اور انبیاء علیہم السلام کے سردار سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت کا کیا عالم ہوگا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب نے سر اُٹھایا تو اس کے ساتھ (60000) ساٹھ ہزار فوجی تھے۔ اس جنگ یمامہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ مسلمان سخت مشکل میں مبتلا ہوگئے اُس پریشانی کے عالم میں مسلمانوں کے سپہ سالار جلیل القدر صحابیٔ رسول

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مدد کیلئے پکارا۔ ابن کثیر جنہیں دنیا محقق تسلیم کرتی ہے۔ البدایہ والنہایہ، جلد 6، صفحہ 24 پر لکھتے ہیں:

كَانَ شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَا مُحَمَّدَاهُ

ترجمہ: اس دن صحابہ کرام کا شعار (عمل) یہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کو مدد کیلئے پکار رہے تھے

(حضور ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد اور مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور سے)

سوچیئے! کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر توحید کو سمجھنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ اگر کسی کو مدد کیلئے پکارنا شرک ہوتا تو صحابہ کرام ہرگز نہ پکارتے ہاں یہ ضرور یاد رکھیئے! کہ جب ہم کسی سے مدد مانگتے ہیں تو یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ انہیں جو طاقتیں ملی ہیں وہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ ہیں اور اللہ کی دی ہوئی طاقتوں سے ہی وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔

راہِ نجات

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکل میں حضور ﷺ سے مدد مانگا کرتے تھے اور حضور ﷺ کو وسیلہ سمجھتے تھے اور صحابہ کرام کا عقیدہ یہی تھا کہ حقیقی مدد گار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کی دی ہوئی طاقت سے مدد فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل یہ ہے اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم دیا ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک ہے۔

اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ (جامع ترمذی، کتاب الایمان)

ترجمہ: آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل 72 فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور میری اُمت میں 73 فرقے ہوں گے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، وہ ایک فرقہ جنتی ہو گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! وہ جنتی فرقہ کون سا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر ہو گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو حضور ﷺ کی طاقت، اختیار اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو مرتبہ دیا ہے اسے تسلیم کر رہے ہیں تو جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتا ہے اسے چاہیئے وہ بھی حضور ﷺ کے مقام و مرتبے کو تسلیم کرے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

مسلمانوں کے عظیم پیشوا سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ اللہ عزوجل کے نیک بندے ہیں آپ تابعی ہیں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فیض حاصل کیا آپ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

یَا مَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ

اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاكَ

ترجمہ: اے میرے مالک آقائے دو جہاں ﷺ آپ میری حاجتوں کو پورا کر دیں میں تمام مخلوق میں آپ کے حصے کو آپ کی عطا کو حاصل کرنے والا فقیر اور محتاج ہوں۔

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی جُدْلِیْ

بِجُوْدِكَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاكَ

ترجمہ: اے جن وانسانوں میں سب سے زیادہ کریم عزت والے اے مخلوق میں خزانے تقسیم کرنے والے مجھ پر احسان فرمائیے اپنی رضا سے مجھے راضی فرمادیجئے اور اپنی عطا سے مجھے مالامال فرمادیجئے۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاكَ

ترجمہ: میں آپ ﷺ کی عطاؤں کا امیدوار ہوں آپ ﷺ کا سوالی ہوں آپ ﷺ کے سوا مخلوق میں ابو حنیفہ کا کوئی نہیں ہے۔

غور فرمائیں! امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر قرآن سمجھنے والا اہم میں سے کون ہوسکتا ہے؟ آپ تابعی ہیں اللہ عزوجل کے نیک بندے ہیں حضور ﷺ کی وصال ظاہری کے کئی سالوں کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں التجائیں کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ سے مدد کا سوال کر رہے ہیں عقیدہ وہی ہے (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا) کہ جو دے گا اللہ عزوجل ہی دے گا حضور ﷺ اللہ عزوجل کی عطا سے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے باذن اللہ عزوجل عطا فرمائیں گے۔

صاحبِ دلائل الخیرات کا عقیدہ

صالحین سے فیض حاصل کرنے والے صاحبِ دلائل الخیرات جو بڑی عظمتوں والے ہیں آپ کا بڑا مقام ہے آپ نے صدیوں پہلے درودِ پاک کی مقبول کتاب "دلائل الخیرات" لکھی آپ نے اس میں بڑی عقیدت اور محبّت کے ساتھ درود و سلام کو جمع کیا آپ کا اسم گرامی محمد بن سلیمان جزولی ہے آپ کا سن وصال 16 ربیع الاول 870ھ ہے، دلائل

الخیرات شریف بڑی مشہور و معروف کتاب ہے اور علماء نے اسے مجرّب قرار دیا ہے آپ جو درودِ پاک دلائل الخیرات شریف میں لکھتے ہیں اس کی چند مثالیں دیکھیئے اور سمجھئے کہ بزرگانِ دین نے حضور اقدس ﷺ کے مقام و مرتبے کو کیسا سمجھا۔ آپ لکھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْمَوْصُوْفِ بِالْکَرَمِ وَالْجُوْدِ

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! اُس ذاتِ مقدس پر رحمت نازل فرما جو سخاوت کرنے والے ہیں اور کرم کرنے والے ہیں۔

سَیِّدُنَا کَاشِفُ الْکُرَبِ

ترجمہ: ہمارے آقا ﷺ مشکلات کو حل فرمانے والے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی کَاشِفِ الْغُمَّۃِ

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! درود بھیج اُس ذات پر جو غم کو دور کرنے والے ہیں۔

شیطان کا خطرناک ترین وار

جب شیطان یہ دیکھتا ہے کہ میری کوشش بے کار چلی گئی، مسلمان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کو محدود ماننے کو تیار نہیں مسلمان یہ مانتا ہے کہ اللہ عزوجل جس کو چاہتا ہے مقام مرتبہ دیتا ہے اس موقع پر شیطان کی گستاخی کھل کر سامنے آجاتی ہے اور ازلی دشمن جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہتا ہے اے مسلمانو! تم اللہ والوں سے محبت کرتے ہو، مدد کیلئے انہیں پکارتے ہو تاکہ اللہ تعالیٰ کا قُرب تمہیں مل جائے اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہوجاؤ یہ عقیدہ تو مشرکین کا تھا وہ بھی بتوں کو پوجتے تھے تاکہ یہ بت انہیں اللہ عزوجل کے قریب کردیں تم میں اور مشرکوں میں کیا فرق ہے؟ اور قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی اس آیت کو پیش کرتا ہے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط (سورۃ الزمر، آیت 3)

ترجمہ: ہم تو ان بتوں کی صرف اسلئے عبادت کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے زیادہ نزدیک کردیں۔

شیطان کے مکر کا رد اور اس آیت کا صحیح مفہوم

دیکھیئے! یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے بات تو اُن مشرکوں کی ہو رہی ہے جو غیر اللہ کو پوجتے ہیں۔ اولیاء ہوں یا انبیاء، مسلمان کسی کو نہیں پوجتا، کسی کی عبادت نہیں کرتا بلکہ صرف اور صرف اللہ عزّوجلّ ہی کی عبادت کرتا ہے، کتنا بڑا فرق ہے کہ ایک تو وہ شرک کررہے ہیں، بتوں کو پوج رہے ہیں اور اللہ عزّوجلّ کی نافرمانی کررہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس طرح ہم اللہ عزّوجلّ کے نزدیک ہوجائیں گے تو جو اللہ عزّوجلّ کی نافرمانی کرے تو کیا وہ اللہ عزّوجلّ کے نزدیک ہوسکتا ہے؟ اور یہ بُت جن کا کوئی مقام ہی نہیں جن سے دور رہنے کا حکم دیا گیا یہ پتھر کے بے جان بُت اللہ عزّوجلّ کے قریب کرنے کی صلاحیت اور طاقت رکھتے ہی نہیں ہیں اللہ عزّوجلّ نے اِنہیں کوئی مقام و مرتبہ دیا ہی نہیں ہے، اتنا واضح فرق ہونے کے باوجود اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا کتنا بڑا ظلم اور کتنی زیادتی ہے۔

یقیناً!!! مومنین اور مشرکین، بتوں اور صالحین میں کوئی برابری نہیں ہے۔ قرآنِ مجید میں بتوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور انبیاء وصالحین کے دامن سے وابستہ رہنے کا حکم دیا گیا ہے بتوں کو توڑنے کا حکم ہے اور انبیاء اور صالحین سے ہمیشہ جڑے رہنے کا حکم ہے بتوں کی محبت اللہ عزّوجلّ سے دور کردیتی ہے اس کے برعکس انبیاء اور صالحین کی محبت اللہ عزّوجلّ کے قریب کردیتی ہے، بت نہ غم خوار ہیں نہ مددگار ہیں جبکہ انبیاء اور صالحین اللہ عزّوجلّ کی

دی ہوئی طاقتوں سے باذن اللہ عزّوجلّ مونس بھی ہیں اور مددگار بھی ہیں جب اتنا واضح فرق ہے تو یقیناً بُت اور صالحین برابر نہیں ہوسکتے قربان جائیے قرآن مجید فرقانِ حمید کی عظمتوں پر اس نے تو پہلے ہی فرمادیا:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا (سورۃ البقرۃ، آیت 26)

کئی لوگ قرآن پڑھنے کے باوجود گمراہ ہوجاتے ہیں۔

قرآن کو غلط سمجھنے والوں کیلئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیثِ پاک کتنی واضح ہے:

قَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِينَ۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: فضل من یقوم بالقرآن)

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے بعض لوگوں کو بلندی عطا فرمائے گا اور اس قرآن کے ذریعے بعض لوگوں کو تباہ و برباد کردے گا۔

یقیناً بلندی انہیں ہی ملے گی جو نورِ قرآن سے منوّر ہونگے اور نورِ قرآن سے منوّر ہونے کے لیے صاحبِ قرآن کی محبت ضروری ہے اور تباہ وبرباد، ذلیل و رسوا وہ لوگ ہوں گے، جو قرآن کو غلط سمجھ کر مسلمانوں پر "نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ" شرک کا الزام لگاکر دائرۂ اسلام سے دور ہوتے ہیں اور بتوں کی مذمت کی آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں (Fit) کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے جس خارجی گروہ کو شرارِ خلق فرمایا کہ یہ مخلوق میں بدترین لوگ ہوں گے اس گروہ کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں، اور خارجیوں کی علامت بیان کرتے ہیں کہ:

اِنَّھُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰی اٰیَاتٍ نُزِّلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

(بخاری شریف، کتاب استتابۃ المرتدین و المعاندین)

ترجمہ: خارجی اتنے گمراہ لوگ ہیں کہ جو آیتیں کافروں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

ایسے لوگ یقیناً دین سے دور ہیں ایسے لوگوں کا قرب انسان کو قرآن سے دور کر دیتا ہے۔

شان والے آقا ﷺ نے بڑی شان سے توحید کا پرچم بلند کر دیا

آقا ﷺ کے اس مبارک فرمان پر غور کریں:

وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ

(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب: ما یحذر من زھرۃ الدنیا....)

ترجمہ: آقائے دوجہاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: خدا کی قسم! مجھے تم پر اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔

یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ میری امت شرک میں مبتلا ہو گی ہاں مجھے اس بات کا ڈر ضرور ہے کہ تم دنیا میں پھنس جاؤ گے دنیا کی

محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے آج بتائیے! کون ہے جو دنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہوا ہو لیکن حضور ﷺ نے فرمادیا کہ میری امت شرک نہیں کرے گی۔

حضور ﷺ کے ماننے والے، حضور ﷺ سے محبت کرنے والے، حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے کیسے بھی دین سے دور ہوں مگر جب اُن سے پوچھا جائے کہ حقیقی طور پر خالق اور مالک کون ہے؟ حقیقی طور پر نعمتیں دینے والا کون ہے؟ حقیقی طور پر مشکلات کو حل کرنے والا کون ہے؟ یقیناً وہ یہی کہیں گے کہ اللہ عزوجل ہی خالق و مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور صالحین اور انبیاء جو طاقتیں رکھتے ہیں اُن سے جو کرامتوں اور معجزات کا ظہور ہوتا ہے جو ان کی قدرت کا اظہار ہوتا ہے وہ کیسے ہے؟ تو ہر مسلمان یہی کہے گا کہ یہ باذن اللہ ہے اللہ عزوجل کی دی ہوئی طاقتوں سے ہے۔ کوئی مسلمان کسی کو اللہ عزوجل کے سوا نہ رب مانتا ہے نہ خدا، نہ الٰہ مانتا ہے اور نہ معبود۔

اللہ عزوجل کے بندوں سے مدد مانگنے کا حکم

عَنْ عُتْبَۃَ ابْنِ غَزْوَانَ عَنْ نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا اَضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا اَوْ اَرَادَ عَوْنًا وَھُوَ بِاَرْضٍ لَّیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا نَرَاھُمْ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ

ترجمہ: حضرت عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا وہ مدد حاصل کرنا چاہے اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں اس کا کوئی مددگار نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ کہے: اے اللہ عزوجل کے بندو! میری مدد کرو بے

شک اللہ عزّوجلّ کے ایسے مقبول بندے ہیں۔ جو نظر نہیں آتے (اور وہ مدد کرتے ہیں)۔ (رواہ طبرانی)

محدثین فرماتے ہیں یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جب اس پر عمل کیا گیا تو اس کے فوائد فوراً ظاہر ہوئے۔ اس حدیثِ پاک سے انتہائی واضح ہوا ہے کہ "یَاعِبَادَاللّٰہِ اَعِیۡنُوۡنِیۡ" پکارنے اور اللہ عزّوجلّ کے بندوں سے مدد مانگنے کا حکم خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

آخری بات اور دشمن کی پہچان

ان تمام احادیث اور قرآن کی آیتوں کے بعد آخر میں عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ محترم بھائیوں قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا ؕ (سورۃ فاطر آیت 6)

ترجمہ: بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔

شیطان کی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ وہ ہمیں تباہ و برباد کردے صحابہ رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین کے عقائد و نظریات سے دور کردے، شیطان یہی چاہتا ہے کہ مسلمان قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی آیات کا غلط مفہوم سمجھ کر اپنے درست عقیدے سے دور ہوجائیں اسی طرح اس بدبخت کی خواہش ہے کہ مسلمان دنیا کی رنگینیوں میں بدمست ہوجائیں اور آخرت کو بھول جائیں۔

یاد رکھیئے! دنیا کی محبتیں صرف دنیا کی غرض کیلئے ہیں ہمارے چاہنے والے ہمیں اپنے کندھوں پر لاد کر اندھیری قبر میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں گے اور ہمارا کوئی پُرسانِ حال نہ

ہوگا۔ خدارا اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کریں اور اپنے اندر خوفِ خدا عزّوجلّ پیدا کریں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دل میں اجاگر کریں یقیناً ان تمام چیزوں کیلئے ایک ماحول کی ضرورت ہے جہاں پر بیٹھ کر ہم قرآنِ پاک کی باتیں سیکھیں جہاں قرآن کا ترجمہ اور قرآن کی تفسیر احادیثِ طیّبہ اور بزرگانِ دین کے اقوال کے مطابق ہو۔ قرآن کا ایسا درس دیا جائے کہ خوفِ خدا عزّوجلّ اور محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھی اضافہ ہو نیز صاحبِ قرآن کی محبّت دل میں اجاگر ہو تو آیئے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی محبت میں اپنے وقت کی قربانی دیجئے۔

اہلیانِ کراچی کی خوش نصیبی

الحمدللہ عزّوجلّ بہارِ شریعت مسجد میں جو کہ بہادرآباد چورنگی کے پاس واقع ہے ہر جمعہ کی رات عشاء کی نماز کے تقریباً پون گھنٹے کے بعد ڈیڑھ گھنٹے کے لیے نورِ قرآن نشست ہوتی ہے۔ جہاں پر پروجیکٹر (Projector) کے ذریعے اسکرین پر قرآنِ پاک کے الفاظ سے خوش نصیب اپنی آنکھوں کو منوّر کرتے ہیں۔ ایک ایک لفظ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفسیر پیش کی جاتی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب ہم قرآن کا فیض حاصل کریں گے تو نورِ قرآن سے ہم اور ہمارے گھر والے بھی منوّر ہوجائیں گے۔ نیز خواتین کے لیے پردے کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ آخر میں یہی عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابۂ کرام اور صالحین سے محبت اور الفت کو برقرار رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً صلوۃ الحاجات پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں کہ اے اللہ عزّوجلّ! میرے ایمان کی حفاظت فرما اور جس طرح آج تیری توفیق اور عطا سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے عقائد و نظریات دل میں بسائے ہوئے ہیں۔ تیری قدرت کاملہ پر یقین رکھتے ہوئے اولیائے

کاملین کی عظمت کے قائل ہیں۔ ہمیں اسی اسلامی عقیدے پر ثابت قدمی نصیب فرما۔

اے پروردگار عزوجل! ہماری یہ دعائیں اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین ﷺ

آپ پریشان کیوں ہیں؟

آئیے! حصولِ ثواب کی نیّت، کسی بھی جائز مقصد میں کامیابی، رزق میں برکت، پریشانی سے نجات اور غیبی امداد کے حصول کے لیے ضرور تشریف لائیے!!

اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کا ذکر | ختم قادریہ شریف اور درود | اجتماعی دعا

ہر اتوار بعد نماز عصر تا مغرب

(خواتین کے لیے باپردہ اہتمام ہے)

بمقام جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد

For Listen Live Visit: www.noorulquran.org